شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

لیلو کی ماں

مسجد کے لاؤڈ سپیکر سے ٹک ٹک کی بھاری بھرکم آواز سنائی دی اور اُس کے بعد گاؤں کے مولوی صاحب نے اپنی زبان میں اعلان کیا: "ہجرات! ایک جروری اعلان سنیئے۔ لیلو کی ماں نے مَسجد میں انڈا دیا ہے۔ اللہ کبول مَنجور فرمائے اور اسے ہور انڈا دینے کی توفیق دے۔ اعلان کھتم ہُوا۔"

ہوا یہ تھا کہ لیلو کی ماں نے منّت مانی تھی کہ اس کی مرغی جب پہلا انڈا دے گی تو وہ اللہ کے نام پر گاؤں کے مولوی صاحب کو دے دے گی۔

میرے دوست خادم حسین نے یہ کہانی سنا کر اپنی بات بیان کی کہ میں ساندہ کلاں لاہور میں رہتا تھا میرے مکان کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی مسجد تھی جو اکثر بند پڑی رہتی۔ آخر محلے کے ایک ریٹائرڈ آفیسر کی مذہبی غیرت نے جوش مارا اس نے اپنی زندگی بھر کے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کے لئے مسجد سنبھال لی۔ کچھ اپنے پاس سے اور کچھ محلے سے پیسے جمع کر کے مسجد کی صفائی وغیرہ کی۔ نماز ہونے لگی کہ گھر سے نالاں ایک دو بوڑھے اور کوئی دو چار امتحان دینے والے لڑکے بالے مسجد میں آنے لگے۔ مسجد آباد ہو گئی۔ اللہ اللہ خیر سلا! مگر اس چھوٹی سی پر سکون مسجد میں لاؤڈ سپیکر کے وقت بے وقت بے ہنگم آوازوں سے بھرپور شور شرابے کی کسر ابھی باقی تھی۔ مذہب کے نام پر ضعیف بیمار طفل شیر خوار کا آرام حرام کرنے والے فی سبیل اللہ فساد قسم کے افراد کی حس مردم آزادی کو سکون دینا ابھی مطلوب تھا۔ اس لیے اس ڈیڑھ مرلے کی مسجد میں بھی لاؤڈ سپیکر لگا دیا گیا بس پھر کیا تھا منہ اندھیرے سب سے پہلے ایک نذیر اعوان صاحب آتے اپنے تھوک سے بھرے ہوئے گلے کے ساتھ اذان دیتے پانچ منٹ بعد پھر اعلان ہوتا "حضرات! نماز میں پندرہ منٹ رہ گئے ہیں جلدی جلدی آؤ تاکہ باجماعت نماز ادا کر سکیں۔ جلدی جلدی آؤ۔" نماز سے پانچ منٹ پہلے لاؤڈ سپیکر کی آواز پھر سنائی دیتی۔ گلی کا ایک دکاندار امین شاہ کہ فساد اس کی رگ رگ میں بھرا ہوا تھا۔ اور اپنے اس وصف کی وجہ سے وہ محلے بھر میں مشہور تھا۔ اس کی دکان پر موچی اور اوڈ اکثر نظر آتے اپنی پاٹ دار آواز میں یہ اکلوتا شعر روزانہ پڑھتا۔

میں لج پالاں دے لڑ لگی آں میرے توں غم پرے رہندے
میری آساں اُمیداں دے سدا بوٹے ہرے رہندے

ہمارے دوست خادم حسین نے اُس دکاندار کے ایک دوسرے کے خلاف ابھارنے والے کردار کے حوالے سے اس شعر میں یوں تصریف کی تھی۔

میں اوڈاں دے لڑ لگی آں میرے توں سب پرے رہندے
میری دکان دے اندر سدا موچی کھڑے رہندے

پھر کیف! دکاندار اپنی طوفانی آواز میں سپیکر پر روزانہ اپنا یہ رٹا ہوا شعر پڑھتا اور بعد میں اعلان کرتا "حضرات! نماز کا وقت ہو گیا ہے جلدی جلدی آؤ تا کہ نماز باجماعت ادا کی جا سکے"

نماز کے بعد سب مل کر سپیکر پر جی بھر کر کلمہ درود کا ورد کرتے اس کے بعد درس ہوتا۔ درس کچھ اس قسم کا ہوتا تھا۔

"نماز کے فوائد: ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بزرگ سفر کر رہے تھے کہ راستے میں اُن کا گدھا مر گیا قافلے میں شامل دوسرے لوگوں نے کہا حضرت! آپ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں مگر سرکار نہ مانے اور نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے دیکھتے ہی دیکھتے حضرت کی مردہ سواری نماز کی برکت سے زندہ ہو گئی....."

دعا کے دس پندرہ منٹ بعد لاؤڈ سپیکر پھر کھلتا ٹک ٹک!

گلی کے ایک معزز آدمی چودھری عزیز کی جانی پہچانی آواز سنائی دیتی "فجر کی نماز کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ قضا نماز پندرہ منٹ بعد ادا کریں" اس اعلان کو بھی دو دفعہ ادا کیا جاتا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اس ایک گھنٹے کی ٹرانسمشن میں اس مسجد کے تقریباً تمام نمازی (بچے بوڑھے) حصہ لیتے۔ دوسرے لفظوں میں لاؤڈ سپیکر کی خرید میں جس جس نے حصہ ڈالا تھا وہ روزانہ اس میں بولنا اپنا حق سمجھتا مثلاً اذان نذیر اعوان صاحب دیتے۔ امین شاہ اپنا شعر روزانہ دہراتا۔ نماز ایک جنرل سٹور کا مالک پڑھاتا کلمہ درود سب مل کر پڑھتے۔ درس کی کتاب سکول کالج کا کوئی طالب علم پڑھ کر سناتا۔ دعا ایک باباجی کے سپرد تھی۔ سورج طلوع ہونے کا اعلان چودھری عزیز صاحب کرتے۔

محلے میں کسی کو جرأت نہ تھی کہ انہیں کہے "اللہ کے بندو! اذان ضروری ہے وہ آپ نے سپیکر میں دے دی۔ باقی نماز سکون اور خاموشی کے ساتھ ادا کرو۔ ہر گھر میں سو قسم کے مسائل ہوتے ہیں بار بار لاؤڈ سپیکر کا بے جا استعمال کسی رات بھر کے جاگے ہوئے مریض کے لئے جس کی ابھی آنکھ لگی ہو باعث تکلیف ہو سکتا ہے۔ گھر میں نماز پڑھنے والی۔ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والی خواتین کی پوری توجہ نماز اور قرآن مجید میں نہیں رہتی۔ کوئی طالب علم جو اپنا سبق یاد کر رہا ہے پریشان ہو گا۔ بوڑھا ضعیف یا شیر خوار بچہ جو ساری رات نہ سو سکا تھا۔ اب سویا ہے۔ بیزار ہو گا کلمہ درود بے شک عبادت ہے۔ مگر خاموشی اور خلوص کے ساتھ پڑھا جائے تو اللہ کے ہاں زیادہ مقبول ہے ورنہ دکھاوا تو اللہ کو بھی پسند نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ مساجد میں لاؤڈ سپیکر آ جانے کے بعد اذان نماز میں خلوص کی بجائے ریاکاری زیادہ آ گئی ہے۔

اور پھر قارئین! جب تک لاؤڈ سپیکر نہیں آیا تھا تب تک لیلو کی ماں کی اتنی تضحیک بھی نہیں کی جاتی تھی جتنی آج لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے کی جا رہی ہے اور یہ لوگ

لیلو کی ماں کی ذات پر کیچڑ اچھال کر
اوروں کے دل میں اپنی بٹھاتے ہیں برتری

اور ان میں کمیشن پر کام کرنے والے وہ خدائی خدمت گار بھی شامل ہیں جن کی جیب میں ہر قسم کی چندے کی کاپی موجود ہوتی ہے اور جو گلیوں محلوں میں سائیکل پر ایمپلی فائر لگا کر پورے زور کے ساتھ دھاڑتے پھرتے ہیں اور دروازے الگ توڑتے ہیں۔ اب یہ فیصلہ خود ایسے لوگوں پر ہے جو محض دوسروں کا امن و سکون تباہ کرنے کے لیے بغیر ضرورت کے لاؤڈ سپیکر کا دہانِ غارت گری کھولے رکھتے ہیں۔ اور

کہتا ہے ان سے گنبدِ خضرا کا تاج دار
زیبا ہے جس کو دونوں جہانوں کی سروری

کہ اگر میرے ایک طرف کعبے کی دیوار گرائی جا رہی ہو اور دوسری طرف مسلمان کا خون بہایا جا رہا ہو تو میں کعبے کی دیوار کو گرتا ہوا چھوڑ کر مسلمان کا خون بہنے سے روکنے کی کوشش کروں گا۔ کیا ایسی ذات با برکات جو کعبے کی گرتی ہوئی دیوار کو چھوڑ کر مسلمان کا خون بہنے سے روکنے کی تاکید کرتی ہے کیا وہ ہستی اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ یہ لوگ صرف اپنی روایتی ریاکاری کو رواج دینے کے لیے اپنے ارد گرد کے لوگوں کا سکون تباہ کرتے رہیں؟ اور واقعی اس طرح

یہ لوگ جو ہیں لاؤڈ سپیکر کی پیداوار
کیا کر رہے ہیں دینِ پیمبر کی چاکری

قارئینِ کرام! ان دین کے نام لیواؤں کا اگر یہ حال ہے تو وی سی آر، ٹی وی، ریڈیو، ڈش انٹینا، ڈیک بر گر کلچر کے مارے ہوئے لوگوں سے کیا گلہ کیا جا سکتا ہے جس میں معصوم بے بی سے لے کر بے شرم بابا جی تک سبھی لوگ پاگلوں کی طرح اونچی آوازیں گا رہے ہیں۔ تھرک رہے ہیں۔ اچھل رہے ہیں۔ کود رہے ہیں علی حیدر سے لے کر عابدہ پروین تک اور ابرار الحق سے لے کر نور جہاں تک سبھی میراثیانِ عقرب، خدا کے خوف کو آگ دکھا کر پوری قوم کو دوزخ کا ایندھن بنانے پہ تلے ہوئے ہیں۔ اور

کل تک جسے دامن میں چھپاتی تھی شرافت
ہر بزم میں رقصاں وہ ادا دیکھ رہا ہوں
اے عیش پرستانِ چمن، وقت کے بندو!
میں وقت کی آنکھوں میں دغا دیکھ رہا ہوں

○